تاریخِ فقہ میں ہدایہ

اور

صاحبِ ہدایہ کا مقام

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

تاریخِ فقہ میں ہدایہ

اور

صاحبِ ہدایہ کا مقام

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

تالیف: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

تخریج و پروف ریڈنگ	:	محمد اِقبال چشتی
زیرِ اِہتمام	:	فریدِ ملّت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ - Research. com.pk
مطبع	:	منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور
اِشاعت نمبر 1	:	اپریل 1985ء [1,000 - پاکستان]
اِشاعت نمبر 2	:	فروری 1986ء [4,000 - پاکستان]
اِشاعت نمبر 3	:	دسمبر 1987ء [3,000 - پاکستان]
اِشاعت نمبر 4	:	اگست 2011ء [500 - پاکستان]
اِشاعت نمبر 5	:	دسمبر 2016ء [1,100 - پاکستان]
اِشاعت نمبر 6	:	جنوری 2017ء [1,000 - اِنڈیا]
قیمت	:	

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصانیف اور ریکارڈڈ خطبات و لیکچرز کی CDs/DVDs وغیرہ سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے تحریکِ منہاجُ القرآن کے لیے وقف ہے۔

fmri@research.com.pk

بسم الله الرحمن الرحيم

مولاي صل وسلم دائما أبدا

على حبيبك خير الخلق كلهم

محمد سيد الكونين والثقلين

والفريقين من عرب ومن عجم

اللهم صل على سيدنا ومولانا محمد وعلى آله وصحبه وبارك وسلم

فہرس

۱۔ ابتدائیہ	۱۱
۲۔ مجتہدین کے چار مدارج	۱۴
(۱) مجتہد فی الشرع	۱۴
(۲) مجتہد فی المذہب	۱۴
(۳) مجتہد فی المسائل	۱۵
(۴) مجتہد مقید	۱۵
۳۔ امام مرغینانی کی تصانیفِ فقہ	۱۷
(۱) الہدایہ	۱۷
(۲) بدایۃ المبتدی	۱۷
(۳) کفایۃ المنتہی	۱۷
(۴) مناسک الحج	۱۸
(۵) نشر المذاہب	۱۸
(۶) مجموع النوازل	۱۸

(۷) مختار الفتاوی	۱۹
(۸) منتقی الفروع	۱۹
(۹) الفرائض	۱۹
(۱۰) التجنیس والمزید	۲۰
(۱۱) شرح الجامع الکبیر	۲۰
۴۔ ’الہدایۃ‘ کا مقام ومرتبہ	۲۱
۵۔ ’الہدایۃ‘ کا اُسلوبِ بیان	۲۵
۶۔ ’الہدایۃ‘ پر ہونے والا علمی کام	۲۹
(۱) تخریج الاحادیث	۳۰
(۲) شروح	۳۱
(۳) ’الہدایۃ‘ کے حواشی	۳۴
(۴) اِختصار وتلخیص	۳۵
(۵) تجرید المسائل	۳۶
(۶) جواب الجروح	۳۶
(۷) تعلیقات	۳۷
(۸) شرح الاجزاء	۳۸
(۹) تعارفی مقدمات	۳۹

۷۔ ’الہدایہ‘ کے مشتملات ۳۹

(۱) الہدایہ اولین ۳۹

(۲) الہدایہ آخرین ۴۱

مصادِر و مراجع ۴۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ ابتدائیہ

امام مُرغِینَانِی جو صاحبِ ہدایہ کے لقب سے معروف ہیں، اَطراف و اَکنافِ عالم میں انتہائی قدر و منزلت اور مسلمہ حیثیت کے حامل فقیہ کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ آپ اپنے علمی تجربہ اور فقہی ثقاہت و بصیرت کی بنا پر متأخر علماءِ احناف میں سرخیل کا درجہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فقہ و قانون کی دنیا میں بڑی نادر الوجود اور شاہکار تصانیف بطور یادگار چھوڑی ہیں، جو اپنے استناد اور افادیت کی وجہ سے کوئی نظیر نہیں رکھتیں؛ لیکن فقہ حنفی کی شہرہ آفاق کتاب 'الھدایة' نے آپ کی علمی عظمت و جلالت کو ایسی لازوال حیثیت عطا کی ہے کہ عوام و خواص آج تک المرغینانی کو ان کے اصل نام کے بجائے ان کی کتاب 'الھدایة' کی نسبت سے یاد کرتے ہیں۔ ان کا اصل نام برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل بن الخلیل بن ابی بکر الفرغانی المرغینانی ہے۔ آپ کا مولد و مسکن مرغینان ہے جو ماوراء النہر کے علاقے میں واقع ولایتِ فرغانہ کا ایک شہر ہے۔ وادی فرغانہ میں سے ایک روسی دریا سیحون گزرتا ہے اور شہر مرغینان اس کے مشرق میں واقع ہے۔[1]

صاحبِ ہدایہ اسی شہر کی نسبت سے مرغینانی کہلاتے ہیں۔ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔

امام مرغینانی کی ولادت ۵۱۱ھ میں ماہ رجب کی ۸ تاریخ کو بروز پیر بعد نماز عصر ہوئی۔[2]

بعض علماء نے مرغینانی کا سن ولادت ۵۳۰ھ/۱۱۳۵ء بھی بیان کیا ہے۔ جب کہ عمر رضا کحّالہ (صاحبِ 'معجم المؤلفین') اور بعض دیگر علماء امام مرغنیانی کے سنِ ولادت کے

---

(۱) ۱۔ ابو الوفاء القرشی، الجواہر المضیئة في طبقات الحنفیة:۲۴۹
۲۔ لکنوی، مقدمة الھدایة، ۱:۳

(۲) لکنوی، مقدمة الھدایة، ۱:۳

بارے میں خاموش ہیں۔ ان کی وفات ۵۹۳ھ/ ۱۱۹۷ء میں مورخہ ۱۴ ذی الحجہ منگل کی شب کو ہوئی۔ سنِ وفات پر اکثر محققین کا اتفاق ہے لیکن بعض علماء نے ۵۹۶ھ بھی بیان کیا ہے۔ امام مرغینانی کا مزار سمرقند کے ایک قبرستان میں ہے جس میں تقریباً ۴۰۰ ایسے افراد مدفون ہیں جن میں سے ہر ایک کا نام محمد ہے۔[1]

امام مرغینانی نے ۵۴۴ھ میں حج اور زیارتِ روضۂ رسول ﷺ کا شرف حاصل کیا۔ انہوں نے اپنی تمام تر تعلیم مرغینان کے علاوہ دیگر بلادِ اسلامیہ کی سیاحت کے دوران حاصل کی۔ اس زمانے تک مسلمانوں کے ہاں تحصیل علم کا یہی طریقہ عام طور پر مروّج تھا۔ مسلم فنِ تعلیم کی تقریباً ہر کتاب میں 'رحلۃ لطلب العلم (حصولِ علم کے لیے سے سفر)' کے موضوع پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ اُس زمانے میں علم کا حصول تعلیمی سفر کے بغیر نامکمل سمجھا جاتا تھا اور مشہور اساتذہ سے درس و استفادہ علمی کمال کے لیے ضروری گردانا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ مسلم صوفیا کے نزدیک بھی روحانی تربیت کے لیے سفر انتہائی اہمیت کا حامل تصور کیا جاتا رہا ہے اور جلیل القدر علماء و مشائخ اپنی تعلیم و تربیت کی تکمیل کے لیے زندگی کا بیشتر حصہ سفر و سیاحت میں صرف کرتے رہے ہیں۔ مرغینانی نے اپنے والد سے بھی تعلیم حاصل کی تھی۔ ان کے علاوہ انہوں نے جن اساتذہ کی خدمت میں زانوئے تلمذ طے کیے، ان میں سے چند کے اسماء درج ذیل ہیں:

۱۔ نجم الدین ابوحفص عمر بن محمد بن احمد النسفی (م ۵۳۷ھ/ ۱۱۴۲ یا ۱۱۴۳ء): انہوں نے عقائد کے موضوع پر ایک رسالہ لکھا تھا جس کی شرح علامہ تفتازانی نے 'شرح العقائد النسفیۃ' کے نام سے تصنیف کی، جو مدارسِ نظامیہ کے نصاب میں شامل ہے۔

۲۔ حسام الدین عمر بن عبد العزیز بن مازّہ (م ۵۳۶ھ/ ۱۰۹۰-۱۱۴۱ء): یہ 'الصدر الشہید' کے لقب سے معروف ہیں۔

۳۔ ابوعمرو عثمان بن علی البیکندی (م ۱۵۵۲/ ۱۱۵۷ء): یہ شمس الائمہ سرخسی کے شاگرد تھے

(۱) لکنوی، مقدمۃ الہدایۃ، ۱:۳

جو فقہ حنفی کی معروف کتاب 'المبسوط' کے مصنف ہیں۔ المبسوط تیس جلدوں پر مشتمل ہے اور انتہائی اہم و مستند مآخذ کا درجہ رکھتی ہے۔

۴۔ ضیاء الدین ابو محمد صاعد بن اسعد: امام مرغینانی نے ان سے صحاح ستہ کی کتاب 'جامع الترمذی' پڑھی تھی۔

۵۔ ظاہر الدین ابو المحاسن حسن بن علی بن عبد العزیز بن عبد الرزاق المرغینانی

۶۔ بہاؤ الدین علی بن محمد اسماعیل الاسبیجابی (م۵۳۵ھ)

۷۔ ضیاء الدین محمد بن الحسین البندینجی: یہ امام علاؤ الدین سمرقندی کے شاگرد ہیں۔

۸۔ قوام الدین احمد بن عبد الرشید البخاری: یہ کتاب 'خلاصۃ الفتاویٰ' کے مصنف کے والد ہیں۔[۱]

مرغینانی کے فرزند- جو ان کے اکابر تلامذہ میں بھی شمار ہوتے ہیں- درج ذیل ہیں:

۱۔ ابو بکر عماد الدین الفرغانی[۲]

۲۔ عمر نظام الدین الفرغانی: یہ دو کتابوں کے مصنف ہیں:

(۱) الفوائد

(۲) جوهر الفقه

۳۔ محمد ابو الفتح جلال الدین الفرغانی[۳]

۴۔ مرغینانی کا پوتا: ابو الفتح زین الدین عبد الرحیم بن ابی بکر عماد الدین بن علی برہان

(۱) ۱۔ ابوالوفا القرشي، الجواہر المضيئة في طبقات الحنفية :۲۴۸-۲۴۹
۲۔ لكنوي، الفوائد البهيّة: ۲۳۰

(۲) لكنوى، الفوائد البهية : ۲۳۸

(۳) لكنوي، الفوائد البهية :۲۴۳

الدین المرغینانی۔ یہ مشہور کتاب 'الفصول العمادیة' اور 'الفصول الأستروشنية' کا مصنف ہے۔[1]

مرغینانی حافظ قرآن، مفسر، محدث، فقیہہ، محقق و مدقق، ادیب، شاعر اور بہت بڑے اصولی تھے۔ متقی اور عبادت گزار تھے۔ لیکن ان کی شہرت کا مابہ الامتیاز پہلو اُن کی قانونی وفقہی بصیرت اور تبحر و تفحص ہے۔

فقہاء احناف کے نزدیک وہ اَصحابِ تخریج اور اَصحابِ تصحیح کے درجہ پر فائز ہیں۔

۲۔ مجتہدین کے چار مدارج

علماء نے ائمہ فقہ میں سے مجتہدین کے چار مدارج بیان کیے ہیں:

(۱) مجتہد فی الشرع

مثلاً امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل وغیرہ جنہوں نے اجتہاد کے اصول وضع کیے اور پھر ان اصولوں کی روشنی میں اجتہاد کیا۔

(۲) مجتہد فی المذہب

اس طبقہ میں مذہبِ حنفی میں امام ابو یوسف، امام محمد اور امام زُفر وغیرہ اور مذہبِ شافعی میں امام مزنی وغیرہ یا اَصحابِ امام مالک اور اَصحابِ امام احمد بن حنبل شامل ہیں جو کسی مذہب کے بانی نہ تھے بلکہ ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کے شاگرد تھے لیکن کئی فروعی مسائل میں اپنے امام سے اختلاف کرکے ذاتی اجتہاد کی بنا پر مسائل کا استخراج بھی کرتے تھے اور اس اجتہاد کی بنیاد اپنے امام کے وضع کردہ اصولوں کو بناتے تھے۔ انہوں نے مجتہدین فی الشرع کے مذاہب کی تدوین کی اور اسے تحریر کیا۔ نیز یہ ادلہ سے استخراجِ احکام بھی کرتے ہیں۔

---

(۱) لکنوي، الفوائد البهية في تراجم الحنفية: ۱۵۹-۱۶۰

(۳) مجتہد فی المسائل

یہ مذہب کے اصول و مبادی میں نہیں بلکہ بعض فروعی مسائل میں امام کے اجتہاد سے اختلاف کرتے ہیں مثلاً مذہب حنفی میں طحاوی، سرخسی اور بزدوی وغیرہ اور مذہب شافعی میں غزالی وغیرہ مجتہد فی المسائل ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر کسی مسئلے پر صاحبِ مذہب کی رائے نہ ہو تو پھر مسائل میں اجتہاد کرنے والے کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ یہ لوگ مجتہدین فی المسائل کہلاتے ہیں اور ان میں حسبِ اصول استنباط احکام و مسائل کی صلاحیت ہوتی ہے۔

(۴) مجتہد مقید

انہیں اَصحابِ تخریج، اَصحابِ ترجیح و تصحیح اور ممیّزین کہتے ہیں۔

اَصحابِ تخریج وہ فقہاء ہیں جو اصول و فروع میں مقلد ہوتے ہیں۔ ان کے قول پر اعتماد کیا جا سکتا ہے جیسے امام جصاص اور ابو اللیث سمرقندی وغیرہ۔ اوپر کے تین درجے کے اجتہاد کے لیے تو اَصحابِ تخریج کو اَصلاً نہیں مانا جاتا، البتہ کم از کم یہ اجتہاد کے اصول وضوابط اور مسائل کی تفصیل جانتے ہیں۔ اگر قول مجمل ہو تو اس کی وجوہ کو جانتے ہیں، محتمل ہو تو اس کے امرین کو جانتے ہیں۔ اور اس طرح مختلف امثال و نظائر کے ساتھ قیاس کر کے مسائل کی تخریج کرتے ہیں۔ صاحبِ 'ہدایہ' نے جو تخریج الرازی وغیرہ لکھا ہے، وہ اسی طرف اشارہ ہے۔

اَصحاب الترجیح کے قول اور فتویٰ پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ یہ بھی اصول و فروع میں صاحب المذہب امام کا مقلد ہوتا ہے۔ کسی ایک مسئلہ پر منقول روایات میں سے کسی ایک کو اپنے صاحبِ مذہب امام کے اصول و قواعد اور دیگر نظائر کی بنیاد پر ترجیح دیتے ہیں۔ لہٰذا یہ حضرات ان اقوال پر بحث کرتے ہوئے ان کے متعلق 'یہ اَصح ہے'، 'یہ اَوضح ہے'، 'یہ اَوفق بالقیاس ہے' وغیرہ کے ساتھ اپنی رائے کا اظہار کر دیتے ہیں۔ اس طبقہ میں صاحبِ قدوری امام ابو الحسن قدوری آ جاتے ہیں۔

اَصحاب التمییز وہ فقہاء ہیں جن کے اندر علم الفقہ میں تمییز کرنے کی صلاحیت ہوتی

ہے کہ کون سا قول اَقویٰ ہے اور کون سا ضعیف، کون سی دلیل قوی ہے اور کون سی ضعیف ہے۔ ان میں اتنا علم، مطالعہ، تحقیق اور صلاحیت ہوتی ہے کہ ظاہر الروایۃ قول کون سا ہے، ظاہر المذہب کون سا ہے اور روایتِ نادرہ کون سی ہے۔ کتبِ فقہ کو دیکھیں تو ان میں ایک ایک مسئلہ پر کئی کئی اقوال ملیں گے۔

اِس طبقہ میں بڑے بڑے متونِ معتبرہ والے لوگ ہیں؛ جیسے صاحبِ 'کنز الدقائق'، صاحبِ 'در المختار'، صاحب 'الوقایۃ'، صاحب 'شرح الوقایۃ' وغیرہم۔ ان کے پاس کم از کم یہ فہم ہوتا ہے کہ تمام کتب سے اَقوالِ مردودہ اور روایاتِ ضعیفہ کو اکٹھا کر کے جمع نہیں کرتے بلکہ یہ تمییز کرتے ہیں کہ کیا لینا ہے، کیا نہیں لینا؛ اور اس کے بعد قول کو متن میں لاتے ہیں۔

ان مجتہدین کے بعد مقلدین کا وہ طبقہ ہوتا ہے جو بغیر حجتِ ملزمہ کے اپنے ائمہ کے مسلک پر چلتے ہیں۔ (۱)

مرغینانی کا شمار چوتھے درجے کے مجتہدین میں ہوتا ہے۔ ہندوستان کے دورِ آخر کے ایک عظیم حنفی فقیہ مولانا احمد رضا خان بریلوی بیان کرتے ہیں کہ 'مرغینانی' اَصحابِ تخریج و ترجیح میں سے ہیں اور مبتلیٰ و معذور افراد کے لیے بعض مسائل میں ان کے کسی قولِ شاذ کی تقلید بھی جائز ہے۔ (۲)

احناف کے ایک جلیل القدر فقیہ ابن عابدین شامی بھی مذکورہ بالا امر کی تصریح 'الفوائد المخصّصة بأحكام كَيِّ الحمّصة' میں کرتے ہیں۔ اسی طرح علامہ ابن کمال پاشا نے بھی آپ کو اصحابِ ترجیح میں شمار کیا ہے۔ (۳)

---

(۱) ابن عابدين، عقود رسم المفتي:۵-۶

(۲) أحمد رضا خان، العطايا النبوية فى الفتاوى الرضوية، ۱:۶۳، مطبوعه شیخ غلام علی اینڈ سنز

(۳) ابن عابدين، الفوائد المخصّصة بأحكام كَيِّ الحمصة:۳

۳۔ امام مرغینانی کی تصانیفِ فقہ

مرغینانی نے فقہ کے موضوع پر متعدد کتب تصنیف کیں۔ ان میں سے جن کا حال معلوم ہو سکا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

(۱) الہدایہ

اس پر تفصیلی گفتگو آخر میں مذکور ہے۔

(۲) بدایۃ المبتدی

مرغینانی نے اس کتاب میں امام محمد بن حسن شیبانی کی 'الجامع الصغیر' اور امام قدوری کی 'المختصر' کے مسائل کو جمع کیا ہے اور تبرکاً 'الجامع الصغیر' کی ترتیبِ مسائل کو اپنی کتاب میں قائم رکھا ہے۔[۱]

اس کتاب کی ایک ضخیم شرح 'شرح ہدایۃ المبتدی' کے نام سے بھی تحریر کی گئی جو استنبول کی دار الکتب العمومیہ (Public Library) میں موجود ہے۔ ابو بکر بن علی العاملی (م۷۶۵ھ) نے اسی کتاب پر کام کیا اور 'نظم البدایہ' کے نام سے کتاب تصنیف کی۔[۲]

(۳) کفایۃ المنتہی

مرغینانی نے خود 'بدایۃ المبتدی' کی ایک نہایت مبسوط شرح تحریر کی۔ اس کے بارے میں عام تحقیق یہ ہے کہ یہ آٹھ مجلدات پر مشتمل تھی۔[۳]

'مفتاح السعادۃ (۲:۱۲۶؛ مطبوعہ حیدر آباد دکن)' میں بیان ہوا ہے کہ یہ کم و بیش اسّی

---

(۱) ۱۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۱:۲۲۸-۲۲۷

۲۔ لکنوی، مقدمۃ الہدایہ، ۱:۴

(۲) حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۱:۲۲۷

(۳) لکنوی، مقدمۃ الہدایۃ، ۱:۵

(۸۰) مجلدات پر مشتمل تھی۔ اسی موقف کو مولانا عبد الحی لکھنوی نے 'مقدمۃ الہدایۃ' میں بیان کیا ہے۔ دیگر محققین 'کفایۃ المنتہیٰ' کے سلسلے میں اس مسئلے پر خاموش ہیں۔ ممکن ہے کہ اسی (۸۰) مجلدات سے مراد (۸۰) اجزاء ہوں جو ضخیم جلدوں کی صورت میں آٹھ (۸) ہی بنتے ہوں، اور ہر جلد دس اجزاء پر مشتمل ہو۔ اس طرح ان اقوال میں تطبیق ممکن ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ علامہ عینی 'شرح الہدایۃ' میں لکھتے ہیں کہ یہ کتاب اب مفقود ہے۔

(۴) مناسک الحج

مصطفیٰ بن عبداللہ الحنفی (صاحبِ 'ہدیۃ العارفین') اور علامہ زرکلی نے اس کتاب کا نام 'مناسک الحج' بتایا ہے۔[(۱)]

(۵) نشر المذاہب

مصطفیٰ بن عبداللہ الرومی الحنفی نے 'ہدیۃ العارفین' میں اس کتاب کا نام 'نشر المذہب' لکھا ہے۔[(۲)]

(۶) مجموع النوازل

ابن قطلوبغا اور بعض محققین نے اسی کتاب کا نام 'مختارات النوازل' لکھا ہے۔[(۳)]

(۱) ۱۔لكنوي، مقدمة الهداية، ۱:۴
۲۔ زرکلی، الإعلام، ۴:۲٦٦
۳۔ مصطفی بن عبد اللہ الحنفی، هدية العارفين، ۵:۲۰۷

(۲) ۱۔ ابو الوفاء القرشی، الجواہر المضيئة في طبقات الحنفية:۲۴۸
۲۔ لکنوی، الفوائد البهيّه: ۲۳۱
۳۔ مصطفی بن عبد الله، هدية العارفين،۵:۲۰۷

(۳) ۱۔ ابن قطلوبغا السودوني، تاج التراجم:۲۰٦-۲۰۷
۲۔ زرکلی، الأعلام، ۴:۲٦٦

بعض علماء نے اس کا نام 'مختارات مجموع النوازل' رکھا ہے۔[۱]

(۷) مختار الفتاوی

حاجی خلیفہ نے لکھا ہے کہ یہ کتاب بھی امام مرغینانی کی ہے۔[۲]

نمبر ۶ اور نمبر ۷ دو الگ الگ کتابیں ہیں۔ اور یہی امر درج بالا حوالہ جات سے ثابت ہے۔ یہ ایک ہی کتاب کے دو مختلف نام نہیں ہیں جیسا کہ بعض علماء کو غلط فہمی ہوئی ہے۔

(۸) منتقی الفروع

حاجی خلیفہ نے 'کشف الظنون (۱۸۵۲:۲)' میں اس کا نام 'منتقی المرفوع' لکھا ہے۔[۳]

(۹) الفرائض

مرغینانی نے اس کا نام خود 'فرائض العثمانی' تحریر کیا ہے۔ دراصل یہ کتاب علم وراثت کے موضوع پر شیخ عثمانی نے لکھی جو نہایت عالمانہ تصنیف ہے۔ شیخ عثمانی ایک بلند پایہ فقیہ تھے۔ جو مرغینانی سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ اس میں اصول 'ردِ ذوی الارحام' اور ان کے متعلقہ احکام درج نہ ہو سکے تھے۔ اس لحاظ سے یہ کتاب نامکمل تھی۔ مرغینانی نے اس پر اضافات کیے اور ان مضامین کو بھی بیان کیا۔ مرغینانی نے شیخ عثمانی کی جلالت اور فضیلتِ علمی کے باعث اپنی اس

(۱) ۱۔حاجی خلیفه، کشف الظنون، ۱۶۲۴:۲
۲۔ ابن قطلوبغا، تاج التراجم:۲۰۷

(۲) ۱۔ حاجی خلیفه، کشف الظنون، ۳۵۲:۱
۲۔ عمر رضا کحاله، معجم المؤلفین، ۴۵:۷
۳۔ زرکلی، الإعلام، ۲۶۶:۴

(۳) زرکلی، الأعلام، ۲۶۶:۴

تصنیف کا نام بھی فرائض عثمانی رکھا۔[۱]

مرغینانی کی 'کتاب الفرائض' کی متعدد شروح لکھی گئیں جن میں سے مشہور شرح شیخ منہاج الدین ابراہیم بن سلیمان السرامی کی ہے۔

(۱۰) التجنیس والمزید

یہ کتاب متاخر فقہاء کے ان فقہی استنباطات اور اجتہادی تحقیقات کے بیان پر مشتمل ہے جن کو متقدمین نے بیان نہیں کیا تھا۔ یہ زیادہ تر امام حسام الدین جو غالبًا مرغینانی کے استاد بھی ہیں، کی فقہی تحقیقات کا تکملہ وتتمہ ہے۔ یہ کتاب درج ذیل کتب و رسائل اور تحقیقی کام پر مشتمل ہے: نوازل ابی اللیث، عیون المسائل، واقعات الناطفی، فتاوی ابی بکر بن الفضل فتاوی ائمہ سمرقند، الزوائد، اجناس الناطفی، غریب الرادیہ لابی شجاع، فتاوی النجم، عمر النسفی شرح الکتب المبسوط، الفتاوی الصغریٰ۔[۲]

(۱۱) شرح الجامع الکبیر

مرغینانی نے امام محمد بن حسن شیبانی کی معروف کتاب 'الجامع الکبیر' - جو اَحکام السیر کے موضوع پر مرتب کی گئی تھی - کی شرح تحریر کی۔[۳]

(۱) ۱۔ لكنوي، مقدمة الهداية، ۱:۴
۲۔ عبد اللطيف بن رياض زاده، أسماء الكتب:۶۸
۳۔ حاجی خلیفه، کشف الظنون، ۱:۳۵۳
۴۔ ابن قطلوبغا، تاج التراجم:۲۰۷

(۲) ۱۔ ابن قطلوبغا، تاج التراجم: ۲۰۷
۲۔ لكنوي، مقدمة الهداية، ۱:۴
۳۔ لكنوي، الفوائد البهية: ۲۳۱

(۳) ۱۔ حاجی خلیفه، کشف الظنون، ۱:۵۶۹
۲۔ عمر رضا کحّاله، معجم المؤلفين، ۷:۴۵

۴۔ ’الہدایہ‘ کا مقام و مرتبہ

امام مرغینانی کی تمام تصانیف میں سے جو شہرت و قبولیت اور منفرد مقام ’الہدایہ‘ کو حاصل ہوا کسی اور کتاب کو حاصل نہ ہو سکا۔ یہ کتاب در اصل مرغینانی کے فقہی تبحر، بصیرت، تحقیق و تدقیق، وسعت مطالعہ، صلابتِ رائے، فکری و فنی پختگی اور اجتہادی ملکہ و ثقاہت کا ایسا کامل ثبوت ہے کہ آج تک اس کی افادیت میں کمی واقع نہیں ہوسکی۔ تقریباً ۸۰۰ سال سے زائد کا عرصہ گزر جانے کے باوجود اس کا مقام قانونی دنیا میں بلند و بالا ہی ہے۔ ہر دور کے علماء، فقہاء اور ماہرین قانون اس سے برابر استفادہ کرتے رہے ہیں۔ اس سے بہتر، جامع و مانع، مدلل و مربوط اور موجز متن (text) تاریخ فقہ و قانون میں آج تک دیکھنے میں نہیں آیا۔ قدیم یا جدید قانون کی کوئی بھی کتاب عالمی سطح پر اس قدر مقبولیت اور شہرت سے بہرہ ور نہیں ہوسکتی۔ اس کتاب پر لا تعداد محققین نے کئی اعتبارات سے کام کیا۔ ان تحقیقات کا کچھ ذکر بعد میں آئے گا۔ قانونی و فقہی اعتبار سے اس کے استناد و احتجاج کا یہ عالم ہے کہ صدیوں سے یہ مدارس میں پڑھائی جارہی ہے۔ فتاوی اور عدالتی فیصلوں کا اس پر کامل انحصار رہا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں فقہ حنفی کی وہ کتاب جسے الہدایہ کے بعد سب سے زیادہ پایہ اسناد اور شہرت و قبولیت نصیب ہوئی وہ ’فتاوی ہندیہ‘ یعنی ’فتاوی عالمگیری‘ ہے جو کئی سالوں کی کاوش سے اورنگ زیب عالم گیر کی ہدایت پر متعدد علماء و فقہاء کی اِجتماعی تحقیق اور جاں فشانی کے نتیجے میں مرتب ہوا۔ جب کہ الہدایہ صرف ایک ہی شخص کی محنت کا نتیجہ ہے جس کا بدل آج تک میسر نہیں آسکا۔

مرغینانی نے الہدایہ کی تالیف کا آغاز ۵۷۳ھ ماہ ذی القعدہ میں بروز بدھ وقتِ ظہر کیا تھا۔ اس کی تکمیل پر کئی سال صرف ہوئے۔ آپ کے شاگرد برہان الاسلام الزرنوجی کہتے ہیں کہ مرغینانی کتب کی تدریس کا آغاز بدھ کے دن سے کرتے تھے۔ وہ اپنے استاد سے بیان کرتے ہیں:

مَا مِنْ شَیءٍ بُدِئَ یَوْمُ الْأَرْبَعَاءِ إِلَّا وَقَدْ تَمَّ.

اگر کوئی کام بروز بدھ شروع کیا جائے تو ضرور پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔

مزید برآں وہ یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ کا بھی یہی معمول تھا۔ چنانچہ اس معمول کی اقتداء آج تک بیشتر علماء و فقہاء کرتے چلے آ رہے ہیں۔[1]

اس امر کی تصدیق اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جسے امام بخاری نے 'الادب' میں امام احمد اور امام بزار نے مسند میں جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے مسجد الفتح میں سوموار، منگل اور بدھ کے دن دعا مانگی جس کی قبولیت و اِجابت بدھ کے دن ظہر اور عصر کے درمیان ہوئی۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے جس کام کے لیے بھی بروز بدھ نمازِ ظہر و عصر کے درمیان اسی ساعت میں دعا مانگی تو میں نے اس کی قبولیت کو عیاں طور پر پا لیا۔ امام جلال الدین سیوطی نے اپنی تصنیف 'سہام الاصابہ فی الدعوات المستجابۃ' میں اور شیخ نور الدین علی بن احمد السمہودی نے 'وفا الوفاء باخبار دار المصطفیٰ ﷺ' میں بھی جید اسناد اور ثقہ رجال کے ذریعے اسی امر کو روایت کیا ہے۔ بعض علماء کے قول کے مطابق الہدایہ کی تصنیف ۱۳ سال میں مکمل ہوئی۔

رُوِيَ أَنَّ صَاحِبَ الْهِدَايَةِ بَقِيَ فِيْ تَصْنِيْفِ الْكِتَابِ ثَلَاثَ عَشَرَةَ سَنَةً، وَكَانَ صَائِماً فِيْ تِلْكَ الْمُدَّةِ لاَ يُفْطِرُ أَصْلًا، وَكَانَ يَجْتَهِدُ أَنْ لاَ يَطَّلِعَ عَلٰى صَوْمِهِ أَحَدٌ، فَإِذَا أَتٰى خَادِمٌ بِطَعَامٍ يَقُوْلُ: خَلِّهِ وَرُحْ. فَإِذَا رَاحَ كَانَ يُطْعِمُهُ أَحَدَ الطَّلَبَةِ أَوْ غَيْرَهُمْ.[2]

شیخ اکمل الدین کی روایت کے مطابق صاحبِ ہدایہ اس مدت کے دوران مسلسل روزے سے رہے۔ ان کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ ان کے روزے کا کسی کو علم نہ ہونے پائے۔ جب خادم کھانا لاتا تو مرغینانی اسے کھانا رکھ کر چلے جانے کو کہتے اور بعد

---

(۱) ۱۔ ابو الوفاء القرشی، الجواہر المضیئۃ: ۲۴۹
۲۔ لکنوي، الفوائد البهّية: ۲۳۳
(۲) البابرتی، العناية شرح الهداية، ۱: ۱۱

ازاں کسی طالب علم، حاجت مند یا کسی بھی شخص کو کھانا کھلا دیتے اور خادم خالی برتن واپس لے جاتے ہوئے یہ سمجھتا کہ کھانا آپ نے ہی کھایا ہوگا۔

متقدم اور متاخّر اکابرِ اسلام کا اکثر یہ معمول رہا ہے کہ وہ بیشتر ایام روزے کی حالت میں بسر کرتے تھے۔ یہاں تک کہ کئی تابعین بھی سالہا سال روزے سے گزار دیتے تھے۔ اسی وجہ سے بعض مشائخ کو صائم الدہر کہا جاتا ہے۔ محقق طاش کبری زادہ اپنی کتاب 'مفتاح السعادۃ' کی دوسری جلد کے صفحہ نمبر ۱۲۷ پر لکھتے ہیں کہ امام مرغینانی کے اسی زہد و ورع کی برکت سے ان کی یہ کتاب (الہدایہ) آج تک علماء وفضلاء میں حد درجہ مقبولیت کی حامل بنی ہوئی ہے اور اس عمل سے جو تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن نصیب ہوتا ہے، اس سے فکری و ذہنی جلا اور طہارت بھی حاصل ہوتی ہے اور دینی تحقیق میں فکری طہارت کی بنا پر جو رائے قائم ہوتی ہے اس میں صحت اور صلابت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔ اسی لیے ذہنی پاکیزگی، تقویٰ اور طہارت دینی اجتہاد کے لیے شرط کے طور پر مطلوب ہے۔

امام عماد الدین ابی بکر 'الہدایۃ' کی تعریف میں لکھتے ہیں:

كِتَابُ الْهِدَايَةِ يَهْدِي الْهُدٰى
إِلٰى حَافِظِيْهِ وَيَجْلُو الْعِمٰى
فَلَازِمْهُ وَاحْفَظْهُ يَا ذَا الْحِجٰى
فَمَنْ نَالَهٗ نَالَ أَقْصَى الْمُنٰى

'ہدایہ' کی کتاب ہدایت دیتی ہے، اس کے حفظ کرنے والے کے اندھے پن کو دور کرتی ہے۔ اے عقل والے! اس کو لازمی پکڑ اور اسے یاد رکھ۔ پس جس نے اِسے پالیا، اُس نے خواہشات کی حدوں کو پا لیا۔

'ہدایہ' کی علمی قدر ومنزلت کا بیان بعض نے اس طرح کیا ہے:

إِنَّ الْهِدَايَةَ كَالْقُرْآنِ قَدْ نُسِخَتْ
مَا صُنِّفُوْا قَبْلَهَا فِي الشَّرْعِ مِنْ كُتُبِ
فَاحْفَظْ قَوَاعِدَهَا وَاسْلُكْ مَسَالِكَهَا
يَسْلَمْ مَقَالَكَ مِنْ زَيْغٍ وَمَنْ كَتَبَ[1]

'ہدایہ' کی کتاب قرآن کی طرح لکھی گئی ہے، اس سے پہلے شریعت میں اس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی۔ پس تو اِس کے قواعد وضوابط کو حفظ کر لے اور اِس کے راستے پر چل۔ جو اس کو لکھے گا (اُس کی بات) اور تیری بات کجی سے محفوظ رہے گی۔

'الهدایہ' چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی دو جلدوں کو 'ہدایہ اولین' اور آخری دو کو 'ہدایہ اخیرین' کہا جاتا ہے۔ اس میں کل ۵۷ کتب ہیں جو موضوعات کے اعتبار سے کئی کئی ابواب اور فصول پر منقسم ہیں۔ ان کی تفصیل اس مقالہ کے آخر میں دی گئی ہے۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ امام مرغینانی نے امام محمد اور امام قدوری کی 'الجامع الصغیر' اور 'المختصر' پر مبنی ایک کتاب 'بدایۃ المبتدی' تحریر کی جس میں 'الجامع الصغیر' کی ترتیب کو بحال رکھا گیا تھا۔ بعد ازاں مرغینانی نے اس کی شرح 'کفایۃ المنتهیٰ' کے نام سے لکھی۔ لیکن وہ بہت طویل اور مبسوط ہوگئی جس پر مرغینانی نے محسوس کیا کہ بربنائے طوالت یہ کتاب طلبہ کے مطالعہ اور استفادہ کے لیے موزوں نہیں ہے۔ چنانچہ مرغینانی نے هداية المبتدی کی ایک اور شرح تحریر کی جو 'کفایۃ المنتهیٰ' کے مقابلے میں مختصر مگر جامع تھی۔ اس کا نام 'الهدایہ' رکھا۔ شمس الائمہ محمد بن عبد الستار الکردری نے سب سے پہلے مرغینانی سے اس کتاب 'الهدایہ' کا درس لیا۔[2]

---

(۱) لكنوي، مقدمة الهداية، ۱:۵

(۲) ۱۔ ابو الوفاء القرشی، الجواہر المضیئة في طبقات الحنفية:۲۴۸
۲۔ حاجی خليفة، كشف الظنون، ۱:۲۲۷
۳۔ لكنوي، مقدمه الهداية، ۱:۵

۵۔ 'الهدایۃ' کا اُسلوبِ بیان

۱۔ مرغینانی کا طریق استدلال یہ ہے کہ وہ ہر مسئلہ پر اَقوالِ مختلفہ کو ان کے دلائل کے ساتھ پہلے بیان کر دیتے ہیں۔ چنانچہ حنفی مسلک کے ضمن میں وہ بالعموم امامین (امام ابو یوسف اور امام محمد بن حسن شیبانی) کا مدّعٰی اور دلیل بھی پہلے رقم کر دیتے ہیں اور آخر میں وہ قول - جو ان کے نزدیک مذہبِ مختار ہو - دلائل کے ساتھ بیان کرتے ہیں تاکہ تمام متذکرہ بالا اشکالات اور اِحتمالات کا اندفاع ہو جائے اور اس جواب کی حیثیت حتمی قرار پائے۔ آخر میں بیان کیا جانے والا یہ قول مقبول بالعموم امام اعظم ابو حنیفہ کا ہوتا ہے۔ اگر کہیں یہ ترتیب بدل جائے یعنی امام اعظم کا قول پہلے بیان کر دیں اور صاحبین کا بعد میں تو یوں سمجھنا چاہئے کہ مرغینانی کا میلانِ طبع امامین کے موقف کی طرف ہے۔(۱)

۲۔ 'قَالَ مَشَائِخُنَا' یعنی ہمارے مشائخ نے کہا۔ صاحبِ 'عنایۃ' کے نزدیک اس سے مراد ماوراء النہر اور بخارا و سمرقند کے علماء ہیں۔ صاحبِ 'فتح القدیر' کے نزدیک 'فِي دِيَارِنَا' کا بھی یہی مفہوم ہے۔ علامہ قاسم بیان کرتے ہیں کہ مشائخ سے مراد اصطلاحی طور پر وہ علماء ہیں جن کی ملاقات ان سے نہ ہوئی تھی۔(۲)

۳۔ مرغینانی بعض اوقات الآیۃ، الحدیث ...... لکھ کر اپنا مدعی استنباط کرتے ہیں۔ اس سے مراد وہ آیت یا حدیث ہوتی ہے جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ مرغینانی الفقہ سے بھی دلیل عقلی مراد لے لیتے ہیں۔ کبھی 'وَالْفِقْهُ فِيهِ كَذَا' لکھ کر عقلی استنباط مراد لیتے ہیں۔(۳)

---

(۱) ۱۔ فتح القدير، ۱۴: ۴۱-۴۴

۲۔ ابن عابدين، ردّ المحتار على الدر المختار، باب الصرف، ۵:۲۵۷

۳۔ البابرتي، العناية، ۱:۲۱۲؛ ۵:۶۳؛ ۷:۳۴۴؛ ۱۰:۳۵۸

(۲) ۱۔ البابرتي، العناية شرح الهداية، ۷:۱۵۹

۲۔ فتح القدير، ۱۳:۱۹۳

۳۔ لكنوي، مقدمة الهداية، ۱:۷

(۳) البابرتی، العناية شرح الهداية، ۲: ۳۴۵؛ ۷:۸۸

۴۔ مرغینانی بعض اوقات ’لِمَا بَيَّنَّا‘ لکھ دیتے ہیں۔ یہ ایک خصوصی اشارہ ہے جو پہلے سے مذکور قرآنی آیت، حدیث یا استدلالِ عقلی کی طرف کیا جاتا ہے اور بعض اوقات ’لِمَا ذَكَرْنَا‘ لکھتے ہیں۔ یہ ایک عمومی اشارہ ہے جو پہلے گزرے ہوئے کسی مسئلے کی طرف کیا جاتا ہے۔[1]

۵۔ ’قول الصحابي‘ سے مراد اثر لیتے ہیں۔ مرغینانی خبر اور اثر میں فرق روا نہیں رکھتے۔

۶۔ مرغینانی ’الْأَصْل‘ سے مراد امام محمد بن حسن شیبانی کی ’المبسوط‘ لیتے ہیں۔ اسی مفہوم میں یہ الفاظ عبارت میں نظر آتے ہیں: ’كَذَا فِي الْأَصْلِ‘ (جیسے کہ اصل یعنی امام محمد کی ’المبسوط‘ میں موجود ہے)۔ حاجی خلیفہ اور مولانا حمید الدین کی یہی تحقیق ہے۔[2]

۷۔ مرغینانی ’المختصر‘ یا ’الکتاب‘ سے مراد ’مختصر القدوری‘ لیتے ہیں۔ لیکن کئی شارحین کے نزدیک ’الکتاب‘ کا لفظ سیاق و سباق کے اعتبار سے مختلف نسبتوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ کبھی اس سے مراد ’الجامع الصغیر‘، کبھی ’قدوری‘ اور کبھی اپنا اصل متن یعنی ’بداية المبتدی‘ - جس کی شرح ’الہدایہ‘ ہے- مراد لیتے ہیں۔[3]

اسی طرح مرغینانی بعض اوقات صرف ’قال‘ لکھ دیتے ہیں۔ اس سے بھی کبھی صاحبِ ’الجامع الصغير‘ یعنی امام محمد، کبھی صاحبِ ’المختصر‘ یعنی امام قدوری اور کبھی اپنا ہی متن مراد لیتے ہیں۔

۸۔ معنی حدیث کے متعلق کبھی مرغینانی لکھتے ہیں کہ:

هَذَا الْحَدِيْثُ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْمَعْنٰى.

یہ حدیث فلاں معنی پر محمول ہے۔

(۱) البابرتی، العناية شرح الهداية، ۱:۴۳۳

(۲) ۱۔ البابرتی، العناية شرح الهداية، ۵:۳۳۳-۳۳۴
۲۔ لكنوي، مقدمة الهداية، ۱:۸

(۳) لکنوی، مقدمة الهداية، ۱:۸

اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ائمہ حدیث نے اسے اس معنی پر محمول کیا ہے۔ اگر مرغینانی 'نَحمِلُهُ (ہم محمول کرتے ہیں)' لکھ دیں تو اس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ یہ میرا اجتہاد ہے، پہلے ائمہ حدیث نے یہ معنی بیان نہیں کیے۔[۱]

۹۔ مرغینانی کبھی 'عِندَ فُلاَنٍ' اور کبھی 'عَنْ فُلاَنٍ' لکھتے ہیں۔ اوّل الذّکر سے مراد کسی امام کا مذہب ہوتا ہے جب کہ آخر الذکر سے مراد کسی کی روایت ہوتی ہے۔ علامہ عینی 'شرح الهدایۃ' میں لکھتے ہیں کہ عن کا کلمہ ظاہر الروایۃ کے علاوہ کسی اور کے لیے استعمال ہوتا ہے اور ابن الہمام بیان کرتے ہیں کہ ''عِندَ'' کا کلمہ مذہبِ فقہی پر دلالت کرتا ہے۔[۲]

۱۰۔ اگر قدوری اور الجامع الصغیر کی عبارت میں اختلاف واقع ہو جائے تو مرغینانی الجامع الصغیر کی عبارت کو فوقیت دیتے ہوئے اس سے اپنے قول کی تصریح کرتے ہیں۔[۳]

۱۱۔ جس مسئلہ پر علماء کا اختلاف ہو وہاں لفظ 'قَالُوْا' استعمال کرتے ہیں جس سے اس مسئلہ کی مختلف فیہ حیثیت اُجاگر ہو جاتی ہے۔

۱۲۔ مرغینانی بعض احکام کی وضاحت کے لیے سوال مقدر کا طریقہ استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً 'فَإِنْ قِيلَ كَذَا قُلْنَا كَذَا، فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ فَنَقُوْلُ (اگر کوئی شخص یوں کہے تو ہم یہ جواب دیں گے) سوال مقدر کے بعد متصلاً جواب دیتے چلے جاتے ہیں۔ اس طریقے سے مرغینانی نے ہزاروں قانونی و فقہی پیچیدگیوں کو حل کر دیا ہے۔[۴]

۱۳۔ مرغینانی اگر کسی مسئلہ پر کوئی نظیر وارد کریں اور بعد میں اس مسئلہ یا نظیر کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہو تو مذکورہ مسئلہ کے لیے اسم اشارہ قریب استعمال کرتے ہیں اور مذکورہ نظیر کے لیے اسم اشارہ بعید لاتے ہیں۔

---

(۱) لكنوي، مقدمة الهداية، ۱:۸

(۲) لكنوي، مقدمة الهداية، ۱:۹

(۳) لكنوي، مقدمة الهداية، ۱:۸

(۴) لكنوي، مقدمة الهداية، ۱:۸-۹

۱۴۔ جب مرغینانی مسائلِ اصول یا ظاہر الروایہ کا ذکر کرتے ہیں تو ان سے مراد امام محمد شیبانی کی مصنفہ چھ کتب ہوتی ہیں جن کے نام یہ ہیں:

(۱) المبسوط،

(۲) الزیادات،

(۳) الجامع الصغیر،

(۴) الجامع الکبیر،

(۵) السیر الصغیر، اور

(۶) السیر الکبیر۔

الدمیاطی نے 'السیر الصغیر' کے علاوہ باقی پانچ کتب کو اور طحطاوی نے 'السیر الصغیر' اور 'السیر الکبیر' دونوں کے علاوہ باقی چار کتب کو ظاہر الروایہ قرار دیا ہے۔ لیکن چھ کتب والا قول صحیح، معتبر اور مختار ہے۔ یہ سب کتابیں ثقہ راویوں سے مروی ہیں۔[1]

۱۵۔ مرغینانی بعض اوقات مسائل النوادر کا ذکر کرتے ہیں۔ ان سے مراد امام محمد ہی کی دیگر کتب کے مسائل ہوتے ہیں، جو ان چار قسموں پر مشتمل ہیں:

(۱) الرقیات: جو مسائل امام محمد نے اس دور میں جمع کیے جب وہ رقہ میں قاضی تھے اور ان سے محمد بن سماء نے روایت کیے۔

(۲) الکیسانیات: جو مسائل امام محمد نے ابو عمر اور سلیمان بن شعیب الکیسانی کے لیے جمع کیے۔

(۳) الھارونیات: جو مسائل امام محمد نے ہارون الرشید (خلیفہ بنو عباس) کے دور میں جمع

(۱) ۱۔ مرغینانی، الهداية في شرح بداية المبتدی، ۳:۱۶۱؛ ۴:۴۱۰، ۴۹۰
۲۔ البابرتی، العناية شرح الهداية، ۵:۲۵، ۶:۳۵۴
۳۔ لکنوي، مقدمة الهداية، ۱:۹

کیے۔

(۴) الجرجانیات: جو مسائل امام محمد نے جرجان میں جمع کیے۔

۱۶۔ بعض اوقات مرغینانی اپنی تحریر میں کتب الامالی کا ذکر کرتے ہیں۔ اس سے مراد وہ روایات ہیں جو امام ابو یوسف سے مروی ہیں۔

علمی دنیا میں 'الہدایہ' کی مقبولیت، افادیت اور وقعت و ثقاہت کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ بعد کے علماء و محققین اس کتاب کے مختلف علمی گوشوں اور نادر پہلوؤں کو مزید اُجاگر کرنے اور اس کے فیضان کو عام کرنے کے لیے طرح طرح کی تالیفات مرتب کرتے رہے ہیں۔ اس قدر مختلف النوع اعتبارات سے شاید ہی کسی کتاب پر آج تک کام ہوا ہو۔[1]

۶۔ 'الہدایہ' پر ہونے والا علمی کام

'الہدایہ' پر مزید ہونے والا کام اپنی نوعیّتوں کے اعتبار سے درج ذیل اقسام پر مشتمل ہے:

۱۔ تخریج الاحادیث

۲۔ شروح

۳۔ حواشی

۴۔ اختصار و تلخیص

۵۔ تجرید المسائل

۶۔ جواب الجروح

۷۔ تعلیقات

(۱) البابرتی، العنایة شرح الهداية، ۲:۲۲۹؛ ۳:۴۳۶؛ ۴:۱۵

۸۔ تعارفی مقدمات

۹۔ شرح الاجزاء

(ا) تخریج الاحادیث

'الہدایہ' میں کئی احادیث بیان کی گئی ہیں۔ چونکہ یہ کتاب فقہ کے موضوع پر تصنیف ہوئی تھی، حدیث کے موضوع پر نہ تھی، اس لیے مندرجہ احادیث کی تخریج کا اہتمام نہیں کیا گیا تھا۔ جہاں جہاں دلیل کے طور پر آیات و احادیث کی ضرورت تھی، بے ساختگی سے بیان کر دی گئی تھیں۔ چنانچہ بعض شافعی المذہب علماء نے جو مرغینانی کے علمی مقام سے آگاہ نہ تھے، 'الہدایہ' پر اعتراض کیا کہ اس میں جو احادیث مذکور ہیں وہ لفظاً ثابت نہیں۔

چنانچہ اس اعتراض کی بنا پر فقہاء و محدثین نے 'الہدایہ' کی جملہ احادیث کی تخریج کی اور تمام اسناد و طرق کے ساتھ ان کا لفظی ثبوت مہیا کر دیا۔ اس کام سے امام مرغینانی کا علم حدیث میں تبحر اور وسعتِ مطالعہ کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسے علماء اور ان کی تصانیف کا مختصر تذکرہ پیش خدمت ہے:

ا۔ شیخ محی الدین عبد القادر بن محمد القرشی المصری (م۷۷۵ھ) کی '**العنایه بمعرفة أحاديث الهداية**'

۲۔ شیخ علاؤ الدین علی بن عثمان المعروف بابن الترکمانی المارديني (م۷۵۰ھ) کی '**الكفايه فی معرفة أحاديث الهداية**'

۳۔ شیخ جمال الدین عبد اللہ بن یوسف الزیلعی (م۷۶۲ھ) کی '**نصب الراية لأحاديث الهداية**'

۴۔ حافظ ابن حجر العسقلانی (م۸۵۲ھ) کی '**الدراية في منتخب أحاديث الهداية**'۔ یہ کتاب دراصل امام زیلعی کی 'نصب الرایہ' کی تلخیص ہے۔[1]

(۱) حاجي خليفة، كشف الظنون، ۲:۲۰۰۳، ۲۰۲۲

(۲) شروح

'الہدایہ' کی بے شمار شروح لکھی گئی ہیں جن کے ذریعے امام مرغینانی کے تبحّر فقہی اور کمالِ علم پر روشنی پڑتی ہے۔ ان شروح کی وجہ سے 'الہدایہ' کے فقہی مسائل وتحقیقات کے لاکھوں گوشے مزید وضاحت اور تفصیل کے ساتھ منظر عام پر آ گئے ہیں۔ ان میں سے جن کے نام معلوم ہو سکے ہیں درج ذیل ہیں:

۱۔ 'الفوائد' مصنفہ: حمید الدین علی بن محمد بن العزیز البخاری (م ٦٦٧ھ)

۲۔ 'نهاية الكفايه فی دراية الهداية' مصنفہ: تاج الشریعۃ عمر بن صدر الشریعۃ الاول عبید اللہ المحبوبی الحنفی (م ٦٧٢ھ)

۳۔ 'الغاية' مصنفہ: ابو العباس احمد بن ابراہیم السروجی القاضی الحنفی (م ۷۱۰ھ)۔ یہ کئی جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کی تکمیل قاضی سروجی کے انتقال کے بعد قاضی سعد الدین محمد الدیری (م ۸٦۷ھ) نے مسلک سروجی کے مطابق کی۔

۴۔ 'النهاية' مصنفہ: حسام الدین حسین بن علی المعروف بالصغناقی الحنفی (م ۷۱۰ھ)۔ یہ ربیع الاول ۷۰۰ھ میں مکمل ہوئی۔ اس کی تلخیص **خلاصة النهاية فی فوائد الهداية** مصنفہ جمال الدین محمود بن احمد بن السراج القونوی (م ۷۷۰ھ) ہے۔ یہ ایک جلد پر مشتمل ہے۔

۵۔ 'معراج الدراية إلى شرح الهداية' مصنفہ: قوام الدین محمد بن محمد البخاری السکاکی (م ۷۴۹ھ)۔ یہ گیارہ محرم ۷۴۵ھ کو مکمل ہوئی۔

٦۔ 'غاية البيان ونادرة الأقران' مصنفہ: قوام الدین امیر کاتب بن امیر عمر الاتقانی الحنفی (م ۷۵۸ھ)۔ یہ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ چھبیس سال اور سات ماہ کی کاوش کے بعد یہ کتاب ۷۴۷ھ میں مکمل ہوئی۔

۷۔ 'الکفایة فی شرح الهدایة' مصنفہ: السید جلال الدین الکرلانی (م۷۶۷ھ)

۸۔ 'شرح الهدایة' مصنفہ: حافظ الدین ابو والبرکات عبد اللہ بن احمد النسفی (م۷۱۰ھ)۔ ہواش الجواہر میں ہے کہ امام نسفی نے یہ شرح قیام بغداد کے دوران ۷۰۰ ہجری میں تصنیف کی۔

۹۔ 'فتح القدیر' مصنفہ: کمال الدین محمد بن عبد الواحد السیواسی المعروف بابن الہمام الحنفی (م۸۶۱ھ)۔ یہ شرح خاصی شہرت و قبولیت کی حامل ہے۔ ملا علی القاری نے اس پر حاشیہ تحریر کیا ہے جو دو مجلدات پر مشتمل ہے۔ ابراہیم بن محمد الحلبی (م۹۵۶ھ) نے اس کی تلخیص کی ہے۔ ہندوستان کے متاخر فقہاء میں سے مولانا احمد رضا خان بریلوی نے بھی اس پر مفصل حاشیہ تحریر کیا ہے جو نہایت تحقیقی ہے۔

۱۰۔ 'نتائج الأفکار فی کشف الرموز والأسرار' مصنفہ: شمس الدین احمد بن قورد المعروف بقاضی زادہ المفتی (م۹۸۸ھ)

۱۱۔ 'التوشیح' مصنفہ: سراج الدین عمر بن اسحٰق الغزنوی الہندی (م۷۷۳ھ)۔ انہوں نے ایک اور شرح 'التوشیح' سے مختصر انداز میں بھی لکھی تھی جو چھ مجلدات پر مشتمل تھی۔ اس کا نام معلوم نہیں ہوسکا۔ یہ شرح طریقہ جدل پر لکھی گئی۔

۱۲۔ 'العنایة' مصنفہ: شیخ اکمل الدین محمد بن محمود البابرتی الحنفی (م۷۸۶ھ)۔ یہ دو مجلدات پر مشتمل ہے۔ اس میں ۳۰,۰۰۰ (تین ہزار) مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ محمد بن ابراہیم الدروری المصری الحنفی (م۱۰۶۶ھ) نے اس پر حاشیہ تحریر کیا ہے۔ اسی طرح مولانا احمد رضا خان بریلوی نے بھی اس پر نہایت شاندار علمی حاشیہ تحریر کیا ہے۔

۱۳۔ 'شرح الهدایة' مصنفہ: علاؤ الدین علی بن محمد (ابن الحسن) الخلاطی (م۷۰۷ھ)

۱۴۔ 'شرح الهدایة' مصنفہ: علاؤ الدین علی بن عثمان المعروف بابن الترکمانی الماردینی

(م۷۵۰ھ)۔ وہ اسے خود مکمل نہ کر سکے۔ ان کی وفات کے بعد اس کی تکمیل ان کے بیٹے جمال الدین عبد اللہ (م۷۶۹ھ) نے کی۔

۱۵۔ 'البنایة' مصنفہ: قاضی بدر الدین محمود بن احمد المعروف بالعینی (م۸۵۵ھ)۔ یہ کئی جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کی تکمیل دس محرم الحرام ۸۵۰ھ کو ہوئی۔

۱۶۔ 'نهایة النهایة' مصنفہ: محبّ الدین (محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمود) المعروف بابن الشحنة الحلبی (م۸۹۰ھ)۔ یہ پانچ جلدوں پر مشتمل ہے اور نامکمل ہے۔ فصل الغسل کے آخر تک لکھی گئی ہے۔

۱۷۔ 'شرح الهدایة' مصنفہ: ابو المکارم احمد بن حسن التبریزی الجابردی الشافعی (م ۷۴۶ھ)

۱۸۔ 'شرح الهدایة' مصنفہ: تاج الدین احمد بن عثمان بن ابراہیم الماردینی الترکمانی المصری الحنفی (م۷۴۴/۷۴۵ھ)

۱۹۔ 'شرح الهدایة' مصنفہ: سنان الدین یوسف المحشی الرومی۔ یہ نامکمل رہ گئی تھی۔ ان کے بعد ان کے بھتیجے محمد بن مصطفیٰ (م۱۰۳۹ھ) نے اس کی تکمیل کی۔

۲۰۔ 'شرح الهدایة' مصنفہ: شمس الدین محمد بن عثمان ابن الحریری (م۷۲۸ھ)

۲۱۔ 'شرح الهدایة' مصنفہ: مولانا خداداد دہلوی۔ یہ بھی نامکمل ہے۔

۲۲۔ 'شرح الهدایة' مصنفہ: شیخ علی بن محمد المعروف بمصنفک (م ۸۷۵)۔ یہ مختصر ہے مگر دیباچہ کی شرح بڑی مبسوط ہے۔

۲۳۔ 'ارشاد الدراة' مصنفہ: مصلح الدین مصطفیٰ بن زکریا بن ایدغمش القرمانی (م ۸۰۹ھ)

۲۴۔ 'زبدة الدرایة' مصنفہ: قاضی عبد الرحیم ابن علی الآمدی

'شرح الهدایة' مصنفہ: ابن عبد الحق ابراہیم بن علی الدمشقی (م۷۴۴ھ)

۲۶۔ ’شرح الهداية‘ مصنفہ: احمد بن حسن المعروف بابن الزرکشی (م ۷۳۸ھ)

۲۷۔ ’شرح الهداية‘ مصنفہ: تاج الدین ابو محمد احمد بن عبد القادر الحنفی (م ۷۴۹ھ)

۲۸۔ ’شرح الهداية‘ مصنفہ: نجم الدین ابو الطاہر اسحٰق بن علی الحنفی (م ۷۱۱ھ)۔ یہ شرح دو مجلدات پر مشتمل ہے۔

۲۹۔ ’شرح الهداية‘ مصنفہ: السید الشریف علی بن محمد الجرجانی (م ۸۱۶ھ)

۳۰۔ ’شرح الهداية‘ مصنفہ: سعد الدین التفتازانی۔ اس شرح کا ذکر محمد شرف الدین مدرس جامعہ استنبول نے ’کشف الظنون‘ پر اپنے اضافات میں کیا ہے۔

۳۱۔ ’الدراية‘ مصنفہ: ابوعبد اللہ محمد بن مبارک شاہ بن محمد الملقب معین الھروی

۳۲۔ ’توجيه العناية لجمع شروح الوقاية‘ مصنفہ: ابو الیمن محمد بن المحب۔ اس کی دو مجلدات ہیں۔

۳۳۔ ’شرح الهداية‘ مصنفہ: تقی الدین ابوبکر بن محمد الحصنی الشافی (م۸۲۹ھ)

۳۴۔ ’شرح الهداية‘ مصنفہ: نجم الدین ابراہیم بن علی الطرسوسی الحنفی (م۷۵۷ھ)۔ یہ پانچ مجلدات پر مشتمل ہے۔

۳۵۔ ’شرح الهداية‘ مصنفہ: شیخ حمید الدین مخلص ابن عبد اللہ الہندی الدھلوی۔ یہ شرح نامکمل رہ گئی ہے۔

۳۶۔ ’روضة الأخيار‘ کے نام سے ’الہدایہ‘ کی ایک اور شرح موجود ہے جس کے مصنف کا نام معلوم نہیں ہوسکا۔

(۳) ’الہدایہ‘ کے حواشی

’الہدایہ‘ کی علمی افادیت اور فقہی مقام کا اندازہ اس کی شروح کی تعداد سے ہوسکتا ہے۔ لیکن اس پر متعدد علماء نے حواشی بھی رقم کیے ہیں جن میں سے چند ایک کا ذکر یہاں کیا

جاتا ہے۔

۱۔ ’حاشیة الهداية‘ مصنفہ: جلال الدین عمر بن محمد الجنازی (م۶۹۱ھ)۔ اس کی تکمیل بعد میں محمد بن احمد القونوی نے کی اور اس کا نام ’تکملة الفوائد‘ رکھا۔

۲۔ ’حاشیة الهداية‘ مصنفہ: محبّ الدین محمد بن احمد۔ مولانا زادہ الاقسرابی الحنفی (م۸۵۹ھ)

۳۔ ’حاشیة الهداية‘ مصنفہ: مصلح الدین مصطفیٰ ابن شعبان السروری (م۹۶۹ھ)

۴۔ ’حاشیة الهداية‘ مصنفہ: ابن بالی صاحب الذیل (م۹۹۲ھ)

۵۔ ’حاشیة الهداية‘ مصنفہ: مولانا ہداد جونپوری

۶۔ ’حاشیة الهداية‘ مصنفہ: مولانا عبد الغفور

۷۔ ’حاشیة الهداية‘ مصنفہ: مولانا احمد رضا خان بریلوی

۸۔ ’حاشیة الهداية‘ مصنفہ: مولانا عبد الحلیم لکھنوی

۹۔ ’حاشیة الهداية‘ مصنفہ: مولانا عبد الحی لکھنوی

(۴) اِختصار و تلخیص

متعدد علماء و فقہاء نے ہدایہ کی تلخیص کر کے اسے مختصر انداز میں بھی مدون کیا ہے۔

۱۔ ’الکفایة فی تلخیص الهداية‘ مصنفہ: علاء الدین علی بن عثمان الماردینی (م۷۵۰ھ)۔ انہوں نے ’الہدایۃ‘ کی شرح بھی تصنیف کی جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ علامہ ماردینی نے ’الکفایۃ‘ ہی کے نام سے احادیثِ ’ہدایۃ‘ کی تخریج بھی کی تھی۔ اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

۲۔ ’العناية بسشان الهداية‘ مصنفہ: جلال الدین احمد بن یوسف التبانی

۳۔ ’سلالة الهداية‘ مصنفہ: ابراہیم بن احمد الموصلی (م۶۵۲ھ)

۴۔ 'الوقایة' مصنفہ: تاج الشریعہ محمود المحبوبی۔ اس کی مزید تلخیص صدر الشریعہ نے 'النقایة' کے نام سے تحریر کی۔ عبد العلی البرجندی نے 'شرح النقایة' تصنیف کی۔ اسی طرح 'الوقایة' کی بھی کئی شروح تصنیف ہوئیں۔ اس پر بھی 'السعایة فی کشف ما فی شرح الوقایة'، 'حواشی الجلبی علی شرح الوقایة' اور اسی طرح کئی شروح، تلخیصات اور حواشی تحریر کیے گئے ہیں۔ اس اعتبار سے 'الہدایۂ' پر بالواسطہ ہونے والا کام غیر محدود حیثیت کا حامل ہے، جس کا شمار ایک مقالے میں اگر ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے۔

۵۔ 'تلخیص الهدایة' مصنفہ: قاضی علاء الدین محمود بن عبد اللہ بن صاعد الحارثی المروزی (م ۶۰۶ھ)

(۵) تجرید المسائل

'الہدایۂ' میں چونکہ تمام مسائل دلائل و براہین کے ساتھ جمع کیے گئے ہیں اس لیے وہ خاصی ضخیم اور مبسوط ہوگئی تھی۔ چنانچہ بعض علماء نے اس پر اس انداز سے کام کیا کہ 'الہدایۂ' کے تمام مسائل کو دلائل کے بغیر جمع کر دیا جائے۔ اس طرح 'الہدایۂ' میں درج فقہی مسائل کی فہرست اور مجموعہ بھی تیار ہوگیا۔ کئی تصانیف میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ 'أصحاب البدایة والنهایة فی تجرید مسائل الهدایة' مصنفہ: کمال الدین محمد بن احمد طاش کبری زادہ الرومی الحنفی (م ۱۰۸۰ھ)

۲۔ 'الرعایة فی تجرید مسائل الهدایة' مصنفہ: ابو الطیح محمد بن عثمان ابن الاقرب (م ۷۷۴ھ)

(۶) جواب الجروح

'الہدایۂ' کے فقہی مسائل اور دلائل پر بعض شافعی علماء اور 'الہدایۂ' کے شارحین نے اپنے

نقطۂ نظر کے مطابق چند اعتراضات وارد کیے تھے۔ چنانچہ کچھ علماء نے اس جرح وتنقید کو جمع کرکے 'الہدایۂ' کے حوالے سے مدلل علمی جوابات مرتب کیے ہیں۔ ان میں سے نمایاں کتاب **'ترغیب اللبیب'** ہے۔ اس کے مصنف علامہ عبد الرحمٰن بن کمال ہیں۔

ابن کمال نے 'الہدایۂ' کی تمام شروح و حواشی کو جمع کرکے ان میں سے صرف ان جروح، اعتراضات اور اشکالات کو منتخب کر لیا جو صاحبِ 'ہدایۂ' کی تحقیقات پر وارد کیے گئے تھے، اور ان کا مدلل جواب تحریر کیا۔ یہ کتاب ابن کمال نے حرم مکہ میں تصنیف کی اور خلافتِ عثمانیہ کے سلطان سلیم الثانی کو ہدیتاً پیش کی۔ کیونکہ خلافتِ عثمانیہ کے سیکڑوں سال پر محیط دورِ حکومت میں بھی سرکاری طور پر حنفی فقہ نافذ تھی اور 'الہدایۂ' کو فقہ حنفی کی تاریخ میں ہمیشہ بے مثال مقام حاصل رہا ہے۔

(۷) تعلیقات

'الہدایۂ' پر شروح، حواشی اور تلخیص و اختصار کے علاوہ متعدد علماء نے تعلیقات بھی تحریر کی ہیں جن کا اجمالی تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے:

۱۔ **'تعلیقات'** از سعد اللہ بن عیسی المفتی (م ۹۴۵ھ)۔ ان کو ان کے شاگرد علامہ عبد الرحمٰن نے جمع کیا ہے۔

۲۔ **'تعلیقات'** از سراج الدین عمر بن علی الکتانی المعروف بقاری الہدایہ (م ۷۷۳ھ/ ۸۲۹ھ)

۳۔ **'تعلیقات'** از ابو السعود ابن محمد العمادی (م ۹۸۲ھ)۔ یہ صرف کتاب البیع پر لکھی گئی ہیں۔

۴۔ **'تعلیقات'** از محمد بن علی المعروف ببرکلی (م ۹۸۱ھ)

۵۔ **'تعلیقات'** از بابا زادہ محمد القرمانی (م ۹۹۴ھ)

۶۔ 'تعلیقات' از عبدالحلیم بن محمد المعروف باخی زادہ (م۱۰۱۳ھ)

۷۔ 'تعلیقات' از زکریا بن بیرام المفتی (م ۱۰۰۱ھ)

۸۔ 'تعلیقات' از المولی عطاء اللہ

۹۔ 'تعلیقات' از علی بن قاسم الرزیتونی

۱۰۔ 'تعلیقات' از المولی صاری کرز زادہ محمد (م۹۹۰ھ)

۱۱۔ 'تعلیقات' از یعقوب بن ادریس الرومی (۸۳۳ھ)

۱۲۔ 'تعلیقات' از احمد بن سلیمان ابن کمال پاشا (۹۴۰ھ)

۱۳۔ 'تعلیقات' از یوسف سنان پاشا بن خضر بیک (۸۹۱ھ)

۱۴۔ 'تعلیقات' از محی الدین محمد بن مصطفیٰ شیخ زادہ المحشی (م ۹۵۱ھ)

۱۵۔ 'تعلیقات' از سیف الدین احمد حفید السعد التفتازانی (م ۹۰۶ھ)

۱۶۔ 'تعلیقات' از علامہ سمرقندی الحمیدی۔ اس تصنیف کا نام سمرقندی نے 'نکات أحقر الوری' رکھا ہے۔

(۸) شرح الاجزاء

بعض علماء نے 'الہدایۂ' کے کسی ایک آدھ جزو کی شرح بھی تصنیف کی ہے۔ ان میں سے بطور مثال تین کے نام درج کیے جاتے ہیں:

۱۔ 'ترغیب الأدب' مصنفہ: احمد بن مصطفیٰ المعروف بطاش کبری زادہ (م۹۶۷ھ)۔ انہوں نے 'الہدایۂ' کے دیباچہ کی شرح لکھی ہے۔ جس پر عبد الرحمٰن بن علی الایاسی (الاماسی) نے تعلیق بھی تحریر کی۔ یہ شرح سوری آفندی کے حواشی کی جامع ہے۔

۲۔ 'تہافۃ الأمجاد' مصنفہ: علامہ ابو السعود۔ یہ 'الہدایۂ' کی کتاب الجہاد کی شرح ہے۔

۳۔ 'شرح کتاب الحج' مصنفہ: علامہ عبدالرحمٰن بن کمال

(۹) تعارفی مقدمات

'الہدایۃ' پر مولانا عبدالحی لکھنوی نے مقدمہ تحریر کیا ہے۔ جو عام طور پر درسی نسخوں کے آغاز میں موجود ہے۔ المرغینانی نے 'الهداية الأخيرين' میں جن حضرات کا اجمالاً ذکر کیا ہے ان کے اسماء اور مختصر حالات مولانا عبدالحی لکھنوی نے اپنے مقدمہ میں درج کر دیے ہیں۔

بعد ازاں اسی پر ایک تصنیف کیا جس کا نام 'مزيلة الدراية لمقدمة الهداية' رکھا گیا ہے۔

۷۔ 'الہدایۃ' کے مشتملات

آج کے دور میں 'الہدایۃ' کی فقہی و قانونی حیثیت و اہمیت کا صحیح اندازہ تو اس کی مباحث کو بڑے انہماک سے پڑھ کر ہی لگایا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے ابواب کے عنوانات سے بھی یہ حقیقت مترشح ہو جاتی ہے کہ المرغینانی آج سے نو سو سال قبل قانونی مسائل پر کس قدر گہری اور وسیع نظر رکھتے تھے۔ اگر 'الہدایۃ' کا جدید مغربی قانون کی روشنی میں تقابلی مطالعہ کیا جائے تو اس کی اصل قدر و منزلت اور امتیازی شان اظہر من الشّمس ہو جائے گی۔ 'الہدایۃ' کی فہرست کا اجمالی خاکہ ملاحظہ ہو تا کہ اس کی جامعیت اور علمی تشخص کا کچھ اندازہ ہو سکے۔

(۱) الہدایہ اولین

۱۔ کتاب الطہارات باب ۵ فصل ۷

۲۔ کتاب الصلوٰۃ باب ۲۲ فصل ۱۳

۳۔ کتاب الزکوۃ باب ۷ فصل ۷

۴۔ کتاب الصوم باب ۲ فصل ۲

۵۔ کتاب الحج باب ۱۰ فصل ۶

۶۔ کتاب النکاح باب ۵ فصل ۲

۷۔ کتاب الرضاع

۸۔ کتاب الطلاق باب ۱۵ فصل ۱۷

۹۔ کتاب العتاق باب ۶ فصل ۱

۱۰۔ کتاب الایمان باب ۱۱ فصل ۳

۱۱۔ کتاب الحدود باب ۴ فصل ۲

اسی کے آخر میں ایک فصل 'تعزیر' کے موضوع پر بھی موجود ہے۔

۱۲۔ کتاب السرقۃ باب ۳ فصل ۲

۱۳۔ کتاب السیر باب ۹ فصل ۶

جدید اصطلاح میں اسے International Law کہا جاتا ہے۔

۱۴۔ کتاب اللقیط

۱۵۔ کتاب اللقطہ

۱۶۔ کتاب الاباق

۱۷۔ کتاب المفقود

۱۸۔ کتاب الشرکۃ فصل ۳

۱۹۔ کتاب الوقف فصل ۱

(۲) الہدایہ آخرین

۲۰۔ کتاب البیوع باب ۱۰ فصل ۵

۲۱۔ کتاب الصرف

۲۲۔ کتاب الکفالہ باب ۲ فصل ۱

اسے قانون ضمانت کہتے ہیں۔

۲۳۔ کتاب الحوالہ

۲۴۔ کتاب ادب القاضی باب ۲ فصل ۵

۲۵۔ کتاب الشہادہ باب ۳ فصل ۳

۲۶۔ کتاب الرجوع عن الشہادات

۲۷۔ کتاب الوکالۃ باب ۳ فصل ۴

۲۸۔ کتاب الدعوی باب ۴ فصل ۳

۲۹۔ کتاب الصلح باب ۲ فصل ۳

۳۰۔ کتاب الاقرار باب ۲ فصل ۲

۳۱۔ کتاب المضاربہ باب ۱ فصل ۵

۳۲۔ کتاب الودیعۃ

۳۳۔ کتاب العاریۃ

۳۴۔ کتاب الاجارات باب ۸ فصل ۲

۳۵۔ کتاب الہبہ باب ۱ فصل ۲

۳۶۔ کتاب المکاتب باب۴ فصل ۳

۳۷۔ کتاب الولاء فصل ۱

۳۸۔ کتاب الاکراہ فصل ۱

۳۹۔ کتاب الحجر باب۲ فصل ۱

۴۰۔ کتاب الماذون فصل ۱

۴۱۔ کتاب الغصب فصل ۳

۴۲۔ کتاب الشفعہ باب۳ فصل ۵

۴۳۔ کتاب القسمہ باب ۱ فصل ۴

۴۴۔ کتاب الزراعۃ

۴۵۔ کتاب المساقاۃ

۴۶۔ کتاب الذبائح فصل ۱

۴۷۔ کتاب الاضحیہ

۴۸۔ کتاب الکراہیہ فصل ۶

۴۹۔ کتاب احیاء الموات فصل ۴

۵۰۔ کتاب الاشربہ فصل ۱

۵۱۔ کتاب الصید فصل ۱

۵۲۔ کتاب الرہن باب۳ فصل

۵۳۔ کتاب الجنایات باب۴ فصل

یہ بھی قانون فوجداری کا ہی حصہ ہے۔

۵۴۔ کتاب الدیات باب ۵ فصل ۷

۵۵۔ کتاب المعاقل

۵۶۔ کتاب الوصایا باب ۷ فصل ۳

۵۷۔ کتاب الخنثیٰ فصل ۳

مصادِر و مراجع

۱۔ **القرآن الكريم**

۲۔ **احمد رضا**، ابن نقی علی خاں قادری بریلوی (۱۲۷۲-۱۳۴۰ھ/۱۸۸۶-۱۹۲۱ء)۔ **فتاوی رضوية** . لاہور، پاکستان : رضا فاونڈیشن، ۱۹۹۴ء۔

۹۔ **البابرتی**، ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن محمود اکمل الدین (م۷۸۶ھ)۔ **العناية شرح الهداية**. دار الفکر، بیروت، لبنان۔

۳۔ **حاجی خلیفہ**، مصطفیٰ بن عبد اللہ الحنفی (م۱۰۶۷ھ)۔ **هدية العارفين أسماء المؤلفين وآثار المصنّفين**. بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، (۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء)۔

۴۔ **حاجی خلیفہ**، مصطفیٰ بن عبد اللہ قسطنطینی رومی حنفی (م۱۰۶۷ھ)۔ **كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون**. بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، (۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء)۔

۵۔ **زرکلی**، خیرالدین بن محمود بن محمد بن علی بن فارس الزرکلی (م۱۳۹۶ھ)۔ **الأعلام**. بیروت، لبنان: دارالعلم للملایین، ۱۹۸۰م۔

۶۔ **ابن عابدین شامی**، محمد بن محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین دمشقی (۱۲۴۴-۱۳۰۶ھ) **الفوائد المخصصة بأحكام كَيِّ الحمصة** (مخطوطۃ)۔ المکتبہ الأزہریہ۔

۷۔ **ابن عابدین شامی**، محمد بن محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین دمشقی (۱۲۴۴-۱۳۰۶ھ)۔ **رد المحتار على در المختار**. کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ ماجدیہ، ۱۳۹۹ھ۔

۸۔ **ابن عابدین شامی**، محمد بن محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین دمشقی (۱۲۴۴-۱۳۰۶ھ)۔ **عقود رسم المفتي**. مطبعۃ المعارف بولایۃ السوریہ. ۱۰۳۱ھ۔

۱۰۔ **ابو محمد عبد القادر بن محمد بن نصر اللہ القرشی**(م۷۷۵ھ)۔ **الجواهر المضيئة فى طبقات الحنفية**. کراچی، پاکستان: میر محمد کتب خانہ۔

۱۱۔ **عبد اللطيف بن رياض زاده** (م۱۰۸۷ھ)۔ **أسماء الكتب**. دمشق، سوریہ: دار الفکر، (۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء)

۱۲۔ **کحالہ**، عمر بن رضا بن محمد راغب بن عبد الغنی (م۱۴۰۸ھ)۔ **معجم المؤلفين**. بیروت، لبنان: مکتبۃ المثنی، دار إحیاء التراث العربی۔

۱۳۔ **ابو الفداء زین الدین قاسم بن قطلو بغا السودونی** (م۸۷۹ھ)۔ **تاج التراجم**. بیروت، لبنان: دار القلم للطباعۃ والنشر والتوزیع، (۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء)۔

۱۴۔ **لکھنوی**، ابو الحسنات محمد عبد الحی (م۱۳۰۴ھ)۔ **الفوائد البهية في تراجم الحنفية**. دار الکتاب الاسلامی، القاہرہ، مصر۔

۱۵۔ **مرغینانی**، برہان الدین أبی الحسن علی بن أبی بکر المرغینانی (م۵۹۳ھ)۔ **الهداية شرح بداية المبتدي (شارح: العلامۃ عبد الحی الکھنوی)**. اِدارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، 437/D، گارڈن ایسٹ، کراچی، پاکستان. ۱۴۱۷ھ۔